© rasailojaraid.com

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی (پہلی قسط)

کیا حساب تقویم کی رُو سے سنہ ہجری کے دن اور تاریخ کا تعین ہوسکتا ہے؟

فرنگیوں کے دورِ اقتدار سے پہلے ہمارے یہاں سنہ ہجری نبوی کا عام رواج تھا اور روزمرہ کی زندگی میں تمام چھوٹے بڑے واقعات کے سلسلہ میں ہم اسی سنہ کے ماہ و تاریخ کو استعمال کیا کرتے تھے، چنانچہ اسی دستور کے مطابق تمام مسلمان مورخین واقعہ نگاری کے سلسلہ میں ہر دن کی وہی تاریخ قلمبند کرتے تھے جو اس روز اُنکے یہاں رویتِ ہلال کے شرعی ثبوت کی بناء پر ہوتی تھی، لیکن فرنگیوں کے عہد اقتدار میں ہمارے ملک میں سنہ عیسوی میلادی کا اتنا رواج ہوا کہ اس نے ہماری روزمرہ کی زندگی میں وہی جگہ لے لی جو اس سے پہلے ہمارے یہاں سنہ ہجری نبوی کی تھی، اور اسی انقلاب کا اب یہ اثر ہے کہ ہمارے مصنّفین جب گذشتہ واقعات کی تاریخ لکھنے بیٹھتے ہیں تو پہلے دن اور تاریخ کا تعین سنہ مسیحی میلادی سے کرتے ہیں، پھر اگر ضرورت ہوتی ہے تو کسی تقویم کی مدد سے جو اسی کلیۂ حساب پر مبنی ہوتی ہے، جو سنہ مسیحی میلادی کے اعتبار سے دن اور تاریخ کے استخراج کے لیے وضع کیا گیا ہے، سنہ ہجری نبوی کے دن اور تاریخ کو مطابق کر دیتے ہیں، اس طرزِ عمل سے بعض لوگوں کو یہاں تک غلط فہمی ہوگئی ہے کہ مسلمان مورخین نے واقعات کے سلسلہ میں جس دن اور تاریخ کا ذکر کیا ہے اگر وہ اس تقویم اور کلیۂ حساب کے مطابق نہ ہوں تو قطعًا غلط ہیں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی غلط فہمی میں انہوں نے بہت سے مسلمہ تاریخی حقائق کا نہایت شد و مد سے انکار کیا ہے، دوسرا سراں کی نادانی اور علم تقویم سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

ہر مسلمان جانتا ہے کہ "تاریخ ہجری" میں مہینوں کا شمار "رویت ہلال" سے ہوتا ہے نا کہ منجموں کے حساب و شمار سے، اس لیے تمام مسلمان مورخین واقعات کی تفصیلات بتاتے وقت اسی دن اور تاریخ کا ذکر کرتے ہیں جو رویت ہلال کے حساب سے اس وقت ان کے یہاں ہوتی ہے، اور اہل علم یہ بھی جانتے ہیں کہ اختلاف مطالع کے اعتبار سے چاند دیکھنے میں مختلف ملکوں کے اندر ایک دو دن کا فرق ہو جانا معمولی بات ہے، اس لیے ایک دو دن کے معمولی فرق کی بنا پر مورخین کی تکذیب کرنا دانشمندی نہیں ہے،

رُؤیتِ ہلال سے تعیینِ اوقات

"رویت ہلال" سے تعیین اوقات کی تعلیم خود قرآن عظیم میں موجود ہے:۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (سورۂ بقرہ رکوع)

آپ سے لوگ نئے چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ وہ لوگوں کے لیے اور حج کے لیے مقررہ اوقات ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی معاملات یا شرعی حسابات سب میں دنوں، مہینوں، اور سالوں کی تاریخوں کا حساب رویت ہلال سے ہوگا، ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی تفسیر بحر مواج میں آیت بالا کی تفسیر کرتے ہوئے، رقمطراز ہیں:۔

معنیٰ آنست بگو ماہہائے نو از بدائع مخلوقات است مر مردمان را علامات اوقات است کہ بدان تقدیر مناسب [illegible] دینہ و مدت عمرہا و عدت زنان و مدت حمل داوضع ایشان و ماہ رمضان کہ ماہ صیام است و ماہ عید کہ از شعائر اسلام است و مانند آن۔

معنیٰ یہ ہیں کہ آپ فرمائیے، ماہہائے نو زالی مخلوقات میں سے ہیں، یہ لوگوں کے لیے اوقات کی نشانیاں ہیں، جن کے [illegible] وہ قرضوں کی میعاد کے مناسب اندازے، عمروں کی مدت عورتوں کی عدت، ان کے خاص حالات، حمل کی مدت، ماہ رمضان جو روزوں کا مہینہ ہے، ماہ عید جو شعائر [illegible] میں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الخ ... آباد [illegible]
... شد

اوقات ... و
ودین و معرفت ... [illegible]
... و نگاهداشت کردن
توانند

و علامت وقت حج و زیارت
بیت الله که از معظمات ارکان اسلام
است دو ماه شوال و ذی القعده
و ده روز ذی الحجه از غره شوال یعنی
از عید الفطر تا عید الاضحی و در این اعمال
حج از ... و واجبات و ... فرائض
ادا شود

[illegible] گردد ...
ہے سال کا اہتمام جو زکوٰۃ واجب ہونے کے
لیے مشروط ہے، اور اسی طرح دوسری چیزیں
معلوم کرتے ہیں اور دین و دنیا کے کاروبار میں
اور سالوں کا پہچاننا اور ان کی نگہداشت کرنا
ان ہی کی بدولت ان کے لیے ممکن ہوتا ہے۔
نیز یہ حج و زیارت بیت اللہ کے وقت کی
علامت ہیں، جو اسلام کے بڑے ارکان میں
سے ہے، یعنی شوال اور ذیقعدہ کے دو مہینے
اور ذی الحجہ کے دس دن جو غرّہ شوال یعنی عید
فطر سے لے کر عیدِ قربان تک کا زمانہ ہے، اس
زمانہ میں حج کے اعمال اور اس کے سنن،
واجبات و فرائض ادا کیے جاتے ہیں۔

اگرچہ مواقیت کے عموم میں حج بھی آجاتا ہے، لیکن خاص طور پر اس کا دوبارہ اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں نے حساب شمسی کے مطابق حج کرنا شروع کردیا تھا، اور حساب شمسی سے مطابقت کی غرض سے نسیئ و لوند سے کام لے کر قمری مہینوں میں ادل بدل کر دیا کرتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ حج کے بارہ میں بھی انہیں رویت ہلال سے حساب لگانے کا پابند بنا دیا، علماء نے تصریح کی ہے کہ رویت ہلال کا اہتمام و انضباط فرضِ کفایہ ہے، تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے اپنے تمام کاروبار

[illegible] ... ۲۰۹ طبع نول کشور ۱۲۹۷ھ ... اس کتاب کے قلمی نسخے ہند و پاک کے متعدد کتب خانوں میں موجود ہیں۔ یہ نہایت عمدہ تفسیر ہے اور ہندوستان کے علمی کارناموں میں ایک شاندار کارنامہ ہے۔ کاش کوئی علمی ادارہ اس اہم تفسیر کو شائع کرنے پر آمادہ ہو جاتا۔ مطبع نول کشور میں اس کی صرف پہلی جلد چھپی ہے اور وہ بھی اغلاط سے مملو ہے۔ پوری کتاب چار ضخیم جلدوں میں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں ماہ وسال اور دن اور تاریخ کی تعیین کے لیے ہمیشہ "رویت ہلال" کا اعتبار کیا ہے۔

موجودہ زمانے میں ہمارے مُلک میں سنہ شمسی رائج ہے، یہ انگریزوں کے دور کی بُری یادگار ہے، اور عام مسلمانوں کا بلا ضرورت سنہ ہجری قمری اسلامی کو چھوڑ کر سنہ شمسی مسیحی کو اختیار کر لینا بڑے افسوس کی بات ہے۔

امتِ مسلمہ کے تمام فرقوں کا (باستثناء شیعہ اسماعیلیہ) اس امر پر اتفاق ہے کہ تمام احکام شرعیہ کا دار و مدار "رویت ہلال" پر ہے، نہ کہ حرکت قمری کے حساب و شمار پر،

علامہ مؤرخ مقریزی اپنی مشہور کتاب المواعظ والاعتبار فی الذکر الخطط والآثار میں لکھتے ہیں:

وقد عرفت ان شهور تاريخ الهجرة قمرية وايام كل سنة منها عدتها ثلاث مائة و اربعة وخمسون يوما وخمس و سدس يوم وجميع الاحكام الشرعية مبنية على روية الهلال عند جميع فرق الاسلام ما عدا الشيعة فان الاحكام مبنية عندهم على عمل شهور السنة بالحساب على ما ستراه في ذكر القاهرة وخلفائها.

تم جان چکے ہو کہ تاریخ ہجرت کے مہینے قمری ہیں اور اس کے ہر سال کے ایام کی تعداد تین سو چون ۳۵۴ اور ایک خمس ($\frac{1}{5}$) اور ایک سُدس ($\frac{1}{6}$) دن ہے اور سارے اسلامی فرقوں کے نزدیک تمام احکام شرعیہ چاند دیکھنے ہی پر موقوف ہیں سوائے شیعۂ باطنیہ کے کہ ان کے یہاں ان احکام شرعیہ کا دار و مدار سال کے ان مہینوں پر ہے جو حساب سے بنتے ہیں جیسا کہ قاہرہ اور وہاں کے خلفاء کے تذکرہ میں تم کو معلوم ہوگا،

ثم لما احتاج منجمو الاسلام الى استخراج ما لابد منه من معرفة الاهلة وسمت القبلة وغير ذلك بنوا ازياجهم على التاريخ العربي وجعلوا شهور السنة العربية شهرا كاملا وشهرا ناقصا وابتدءوا

پھر جب منجمین اسلام کو ضروری چیزوں کے دریافت کرنے کی حاجت پیش آئی، جیسے ہلالوں کا معلوم کرنا یا سمت قبلہ وغیرہ کا پتہ چلانا تو انھوں نے اپنی زیجوں (تقویموں) کی بنا تاریخ عرب پر رکھی اور عربی سال کے مہینے اس طرح قرار دیئے کہ ایک مہینہ کامل (یعنی تیس دن) اور ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بالمحرّم اقتداءً بالصحابة ،
فجعلوا المحرّم ثلاثين يوما و
صفر تسعة وعشرين يوما و ربيع
الاول ثلاثين يومًا و ربيع الآخر
تسعة وعشرين يوما وجمادى الاولى
ثلاثين يومًا وجمادى الآخرة تسعة
وعشرين يومًا ورجب ثلاثين يومًا
وشعبان تسعة وعشرين يومًا ورمضان
ثلاثين يوما وشوال تسعة وعشرين
يومًا وذا القعدة ثلاثين يومًا وذا الحجة
تسعة وعشرين يومًا و زادوا من
اجل كسر اليوم الذى هو خمس و
سدس يومًا فى ذى الحجة اذا سار
هذا الكسر اكثر من نصف يوم فيكون
شهر ذا الحجة فى تلك السنة ثلاثين يومًا
ويسمون تلك السنة كبيسة ويصير
عددها ثلاثمائة وخمس وخمسين ويجتمع فى
كل ثلاثين سنة من الكبيسة احد عشر يومًا
والله تعالى اعلم ۱؎

مہینہ ناقص (یعنی انتیس دن کا) اور سال
کی ابتداء صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی اقتدا میں
محرم سے رکھی، چنانچہ محرم کو تیس دن کا قرار
دیا اور صفر کو انتیس دن کا اور ربیع الاول کو
کو تیس دن کا اور ربیع الثانی کو انتیس دن کا،
اور جمادی الاولیٰ کو تیس دن کا اور جمادی الآخر
کو انتیس دن کا، اور رجب کو تیس دن کا اور
شعبان کو انتیس دن کا، اور رمضان کو تیس
دن کا اور شوال کو انتیس دن، اور ذیقعدہ کو
تیس دن کا اور ذی الحجہ کو انتیس دن کا اور ایک
دن کی اس کسر کی بناء پر جو ایک خُمس (۱/۵) اور
ایک سُدس (۱/۶) کی وجہ سے ہوتی ہے ذالحجہ میں ایک
دن کا اضافہ اس طریقہ سے کردیا کہ یہ جب یہ کسر
نصف دن سے زیادہ ہوجائے تو اس سال کا
ماہ ذی الحجہ تیس دن کا ہوگا اور اس سال کو "سال
کبیسہ" کہتے ہیں اور یہ سال تین سو پچپن دن کا
ہوتا ہے اور ہر تیس سال میں کبیسہ کے جملہ دن
گیارہ ہوتے ہیں،
واللہ تعالیٰ اعلم

منجموں کے اُصول پر تقویم سازی کا طریقہ

اس تفصیل سے ناظرین کو یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ منجمین نے جن اُصول پر اپنی تقویم
کو مرتب کیا ہے وہ اور ہے اور مسلمانوں میں جس اصول پر مہینوں کا شمار ہے، وہ اور ہے،

۱؎ زیر کو کتاب ذکر ... "تاریخ العرب" صفحہ ۳۰۵ ... ۲۱۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلامی شریعت کے اعتبار سے سال کا ہر مہینہ ایک رویت ہلال سے شروع ہو کر دوسری رویت ہلال پر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن منجموں کے یہاں قمر کے بارہ دوروں کی مجموعی مدت کو جو تین سو چون دن اور ایک خمس اور ایک سدس دن پر مشتمل ہے۔ بارہ حصّوں میں تقسیم کر کے ان کے بارہ مہینے بناتے ہیں، اور چونکہ اس مدت کی تقسیم بارہ مساوی حصّوں پر بغیر کسر کے نہیں ہو سکتی اس لیے اس کسر کو دور کرنے کے لیے انہیں پورے تیس سال کا حساب لگانا پڑتا ہے، اور پھر تیس سال کے مجموعہ، ایام کو حسبِ قاعدۂ سابقہ اس طرح تقسیم کرتے ہیں کہ پہلا مہینہ ہمیشہ تیس دن کا شمار کرتے ہیں اور دوسرا ہمیشہ انتیس دن کا، البتہ سال کبیسہ میں ذی الحجہ کو بھی تیس ہی دن کا مانتے ہیں۔ اس کی تفصیل ابو ریحان بیرونی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے وہ لکھتے ہیں:-

واما تاریخ الهجرة فی الاسلام فانا اذا اردناه قسمنا ایام المحصلة علی سنة القمر الوسطی وهی ثلاثمائة واربعة وخمسون یوماً وخمس و سدس بان نضربها فی ثلاثین وهو اقل عدد له خمس وسدس ونقسم المجتمع علی عشرة الاف وستمائة واحد وثلاثین وهو مضروب ثلاثمائة واربعة وخمسین فی ثلاثین مضافا الی ما اجتمع احد عشر التی هی مجموع خمسها وسدسها فما خرج فسنون تامة قمریة ومابقی الایام

اور اسلامی تاریخ ہجرت جب ہمیں مطلوب ہو تو اس تاریخ کے ایام محصلہ[1] کو عمر سنہ وسطی پر جو تین سو چون ۳۵۴ دن اور ایک خمس اور ایک سدس دن کا ہوتا ہے، ہم تقسیم کر دیں گے، اس طریقہ پر کہ پہلے ان کو تیس میں ضرب دیں گے، کیونکہ تیس ہی وہ سب سے چھوٹا عدد ہے جس میں خمس بھی ہے اور سدس بھی اور پھر دس ہزار چھ سو اکتیس کے مجموعہ کو جو تین سو چون کو تیس میں ضرب دینے سے حاصل ہوتا ہے، مع ان گیارہ دنوں کے جو تیس خمس اور تیس سدس کا مجموعہ ہیں، تقسیم کر دیں گے اب جو خارج قسمت ہوگا وہ مکمل قمری سال ہوں گے

---

[1] محصلہ سے مراد آغاز تاریخ سے لے کر یوم مطلوب تک دنوں کی مجموعی تعداد ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مضروبة في ثلاثين فاذا قسمناها
على ثلاثين عاد القسم اياما فناخذ
لكل الشهر ثلاثين يوما ولشهر تسعة
وعشرين ونبدأ من المحرم وما بقي
لا يتم شهرا فهو ما مضى من
ذلك الشهر وعلى هذا يعمل
في استخراج التاريخ في
الزيجات فان سلك فيه
طرق مختلفة فهي راجعة
الى معنى واحد ۔

فاما على روية الهلال فيمكن
ان يتوالى فيه شهوان ناقصان و
ثلاثة اشهر تامة ويمكن ان تزيد
سنة القمر على المقدار المذكور
وتنقص منه بسبب اختلاف الحركات ۔

(الآثار الباقية عن القرون الخالية صفحہ ۶۲)

اور جو باقی بچے گا وہ وہ دن ہونگے جو تیس میں ضرب دینے سے حاصل ہوتے تھے، پھر جب ہم نے ان کو تیس پر تقسیم کر دیا تو تقسیم سے دن بن گئے۔ اب ایک ماہ کے لیے تیس دن لیں گے اور دوسرے ماہ کے لیے انتیس، اور محرم سے شروع کریں گے اور ما بقی پورا مہینہ نہیں بنتا تو وہ اس مہینہ کا گزرا ہوا حصہ ہے، زیچوں (تقویموں) میں تاریخوں کے نکالنے کے لیے اسی قاعدہ پر عمل کیا جاتا ہے اور گو اس سلسلے میں مختلف طریقے استعمال میں لائے جائیں لیکن ان سب کا مرجع یہی ایک اصول ہے۔

لیکن رویت ہلال پر یہ ممکن ہے کہ دو مہینے مسلسل انتیس انتیس دن کے ہوں اور تین مہینے مسلسل تیس تیس دن کے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حرکت قمر کے اختلاف کے باعث سال قمری مقدار مذکور سے زائد یا کم ہو جائے،

ابو ریحان بیرونی علم ہیئت و ریاضی کا مسلمہ امام ہے، اس کی اس تصریح سے ثابت ہوتا ہے کہ تقویم کا یہ حساب نہ تو رویت ہلال کے حساب کے موافق ہے اور نہ قمر کی حقیقی حرکت کے مطابق، بلکہ اس حساب میں تیس سال کے مجموعہ ایام کو بغیر اس کے کہ ان میں رویت ہلال کا یا قمر کی حقیقی حرکت کا لحاظ رکھا جائے محض اپنی سہولت کی خاطر فرضی طور پر اس طرح تقسیم کر دیا گیا ہے کہ ہر طاق مہینہ ہمیشہ تیس کا مانا جائے گا، اور ہر جفت مہینہ ہمیشہ انتیس کا، بجز ذی الحجہ کے کہ وہ سال کبیسہ میں باوجود جفت ہونے کے تیس ہی کا شمار ہوگا، اس طرح ہر تیس سال میں انتیس سال بسیط تین سو چون ۳۵۴ دن کے ہوں گے، اور گیارہ سال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کبیسہ تین سو پچپن ۳۵۵ دن کے۔

شریعت میں منجّمین کے حساب کا کیوں اعتبار نہیں؟

ابوریحان البیرونی کی اس تفصیل سے شریعت مطہرہ کی یہ حکمت بھی معلوم ہوئی کہ اس نے سال کے بارے میں منجمین و اہل تقویم کے حساب کا کیوں اعتبار نہیں کیا، اور اس کے بجائے رویت ہلال کو مدارِ تاریخ ٹھہرایا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں اعلان فرمایا کہ

جعل اللہ الاھلۃ مواقیت للناس فصوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فعدوا ثلاثین یوما۔ ؎

اللہ تعالیٰ نے ہلالوں کو لوگوں کیلئے اوقات کی تعیین کا ذریعہ بنایا ہے۔ لہٰذا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور جب مطلع ابرآلود ہو تو تیس دن شمار کرو۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام دین فطرت ہے، اس لیے وہ حقائق سے قطع نظر کرکے منجموں کے فرضی حساب کا کیوں پابند ہوتا، دین اسلام میں اوقاتِ عبادات کی بنا ان حقائق ثابتہ پر رکھی گئی ہے جن کے معلوم کرنے میں سب کے لیے سہولت ہے، اسلام کا قانونِ عدالت اس بات کا روادار نہیں کہ عبادات کی بجاآوری تو سب پر یکساں فرض ہو مگر ان کے اوقات کا معلوم کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہ ہو بلکہ خاص منجمین اور مورخین کا حصہ ہو، اسی حکمت کی بنا پر شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے اوقاتِ نماز کا تعین آفتاب کی گردش سے متعلق کیا ہے، اور سال و ماہ و روز کی تعیین "رویت ہلال" سے کی ہے، ورنہ اگر ہماری شریعت

؎ یہ حدیث مصنف عبدالرزاق میں اس اسناد کے ساتھ منقول ہے:- "عن عبد العزیز ابن ابی داؤد عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]" ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۲۲۵) اور محدث حاکم نیشاپوری اپنی مشہور کتاب المستدرک علی الصحیحین میں اس کو نقل کرکے لکھتے ہیں:- "صحیح الاسناد" - یہ بھی واضح رہے کہ حافظ ذہبی نے [illegible] میں حاکم کی تصحیح کو بلاچون وچرا تسلیم کرلیا ہے۔ ملاحظہ ہو المستدرک اور اس کی تلخیص جلد [illegible] طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جہاں دوسری مذاہب کی طرح شمسی حساب کا اعتبار ہوتا یا قمری کی بنا رؤیت ہلال نہ بانے تقویم پر رکھ دی جاتی تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ ساری امت اپنے فرائض مذہبی بجا آوری میں منجمین و موقتین کی محتاج ہو کر رہ جاتی جو حساب لگا لگا کر ان کو اوقات عبادت بتایا کرتے اور عید، بقرعید، روزہ اور حج وغیرہ کے ایام کا پہلے تعین کر دیا کرتے۔ اس طرح مذہبی ارکان کی ادائیگی کی اجارہ داری ایک خاص طبقہ کے ساتھ مخصوص ہو جاتی اور اسلام میں برہمنیت اور پاپائیت کا ایک سلسلہ چل پڑتا جیسا کہ دوسرے مذاہب میں ہے اور جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(مسلسل)

شاہ ولی اللہ کی تعلیم (اردو)

از

پروفیسر غلام حسین جلبانی

پروفیسر جلبانی ایم اے، سابق صدر شعبۂ عربی سندھ یونیورسٹی کے برسوں کے مطالعہ و تحقیق کا حاصل یہ کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے حضرت شاہ ولی اللہ کی پوری تعلیم کا احصاء کیا ہے اور اس کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا تھا اور قدر دان پڑھنے والوں کے اصرار پر دوسرا ایڈیشن شائع کر دیا گیا ہے معیار طباعت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

قیمت دس روپے

ملنے کا پتہ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی

صدر۔ حیدرآباد۔ سندھ

© rasailojaraid.com